بسم اللہ الرحمن الرحیم

حافظ بخاری سید شاہ عبد الصمد مودودی چشتی

ولادت:۱۲۶۹ھ/۱۸۵۳ء-وفات:۱۳۲۵ھ/۱۹۰۵ء

کی علمی اور دینی خدمات کے نام

● جو برصغیر ہندوپاک میں تنہا "حفظ بخاری" کے شرف سے ممتاز ہوئے۔
● تیرہویں صدی کے آخراور چودہویں صدی کی ابتدا میں جنہوں نے فکری انحراف اور اعتقادی آزادروی کے مقابلے میں تحریر وتقریر کے ذریعے قائدانہ کردار ادا کیا۔
● جنہیں ۱۳۱۳ھ میں تحریک ندوۃ العلما کے رد میں قائم کی جانے والی تنظیم "مجلس علمائے اہل سنت" کا باتفاق رائے صدر نامزد کیا گیا۔
● جنہوں نے فتنۂ امکان نظیر کے رد میں مجاہدانہ کردار ادا کرتے ہوئے اس فتنے سے اسلامیان ہند کے عقیدوں کی حفاظت کی۔
● جن کی تصانیف نے باطل کے اندھیروں میں ہدایت وارشاد کا چراغ روشن کیا۔

ادارہ جام نور

حافظ بخاری ایک نظر میں

نام: سید عبد الصمد چشتی مودودی۔

لقب: حافظ بخاری، قبلہ عالم، خواجہ بیکس نواز۔

نسب مبارک: حضرت خواجہ ابو یوسف قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد وامجاد سے حسینی مودودی سید ہیں۔

والد گرامی: حضرت سید غالب حسین مودودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جن کو ۱۸۵۸ء میں انگریزوں نے بغاوت کے الزام میں شہید کر دیا۔

ولادت: ۱۴ر شعبان ۱۲۶۹ھ-۱۸۵۳ء۔

مقام ولادت: قصبہ سہوان ضلع بدایوں۔

حفظ قرآن مجید: ۱۲۷۶ھ میں صرف سات سال کی عمر میں قرآن مجید کے حفظ سے فراغت پائی۔

ابتدائی تعلیم: سہوان ضلع بدایوں میں، اپنے خالہ زاد بھائی مولانا حکیم سخاوت حسین صاحب سے حاصل کی۔

اعلیٰ تعلیم اور فراغت: مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف۔

اساتذہ: سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی، تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر محب رسول قادری بدایونی۔

بیعت طریقت: ۱۲۶۴ھ میں گیارہ سال کی عمر میں خیرآباد شریف میں شیخ المشائخ حافظ سید محمد اسلم چشتی خیرآبادی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

مشرب: چشتی، نظامی، فخری، سلیمانی۔

اجازت وخلافت: شیخ المشائخ حافظ سید محمد اسلم چشتی خیرآبادی سے تمام سلاسل میں مجاز بیعت تھے، لیکن رنگ چشتیہ کا غالب تھا۔

اجازت حدیث: ۱۲۸۴ھ میں محدث مدینہ منورہ شیخ یوسف بن مبارک بن حمدون یمنی المدنی سے اجازت حدیث حاصل کی۔

مناظرہ: مسئلہ امکان کذب اور امتناع نظیر کے موضوع پر ۱۷ر سال کی عمر میں مشہور غیر مقلد عالم میاں امیر حسن سہوانی سے سہوان میں مناظرہ کیا، جس میں فتحیاب ہوئے۔ پھر ۱۲۸۹ھ میں مولانا امیر احمد سہوانی سے اثر ابن عباس کے موضوع پر مناظرہ ہوا، جس میں مولانا امیر احمد سہوانی کو لاجواب کر دیا۔

صدارت مجلس علمائے اہل سنت: شوال ۱۳۱۳ھ میں آپ کو باتفاق رائے "صدر مجلس علمائے اہل سنت" منتخب کیا گیا، اس مجلس میں تاج الفحول مولانا عبد القادر بدایونی، امام احمد رضا فاضل بریلوی اور محدث سورتی جیسے اعاظم علما شامل تھے۔

تصانیف: آپ کی بعض اہم تصانیف یہ ہیں: (۱) افادات صمدیہ رد شکوک وہابیہ نجدیہ (۲) الطوارق الصمدیہ (۳) حق الیقین فی مبحث مولد اعلیٰ النبیین (۴) نصر المسلمین علیٰ عداۃ سید المرسلین (۵) نصر المستعین (۶) ارغام الشیاطین (۷) تبعید الشیاطین بامداد جنود الحق المبین (۸) جمع تلبیسات صواعق وغیرہ۔ یہ تمام کتابیں کسی نہ کسی گمراہ فرقے کے رد اور اہل سنت وجماعت کے دفاع میں ہیں۔

پھپھوند شریف ہجرت: ۱۲۹۳ھ میں سہوان ضلع بدایوں سے ہجرت کر کے قصبہ پھپھوند ضلع اٹاوہ (اب اوریا) میں سکونت اختیار کی۔

وصال: ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ۱۷ر جمادی الاخریٰ اور ۱۸ر جمادی الاخریٰ کی درمیانی شب میں وصال فرمایا۔

صاحبزادہ وجانشین: حضرت سید شاہ مصباح الحسن چشتی مودودی (ولادت: ۱۳۰۴ھ-وفات: ۱۳۸۴ھ) آپ کے فرزند گرامی تھے، جو آپ کے بعد آپ کے جانشین ہوئے۔

مولانا مجاہد رضا قادری☆

حافظ بخاری مولانا شاہ عبدالصمد چشتی سہسوانی

ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

حافظ بخاری سیدنا شاہ عبدالصمد چشتی مودودی سہسوانی کا شمار برصغیر کی ان ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے جن کی دینی اور روحانی خدمات کی ایک زریں اور تابناک تاریخ ہے، احقاق حق ابطال باطل، ہدایت وارشاد، تصنیف وتالیف اور روحانی تزکیہ وتصفیہ کے ذریعے آپ نے دین وسنیت کی جو عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری مذہبی تاریخ کا ایک زریں باب ہے، تیرہویں صدی کے اواخر اور چودہویں صدی کے ربع اول میں آپ نے اسلام وسنیت کی خدمات کے سلسلہ میں قائدانہ کردارادا کرتے ہوئے ہر سطح پر دینی خدمات انجام دیں، اس مضمون میں ہم آپ کی بعض اہم دینی خدمات کا مختصر جائزہ لے رہے ہیں۔

خاندان اور نسب: آپ قصبہ سہسوان (ضلع بدایوں) کے مشہور نقوی حسینی خاندان سادات سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ ابو یوسف قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے، اسی لیے آپ کے نام کے ساتھ ''مودودی'' بھی لکھا جاتا ہے۔ جون ۱۸۵۸ء میں آپ کے والدگرامی حضرت سید غالب حسین مودودی رحمۃ اللہ علیہ کو بغاوت کے الزام میں انگریزوں نے شہید کیا، اور تمام جائیداد واملاک ضبط کر لی۔

ولادت، تعلیم: آپ کی ولادت ۱۴ر شعبان ۱۲۶۹ھ-۱۸۵۳ء کو قصبہ سہسوان میں ہوئی، ۱۲۷۶ھ میں صرف سات سال کی عمر میں قرآن مجید کے حفظ سے فراغت پائی، اس کے بعد ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی اپنے خالہ زاد بھائی مولانا حکیم سخاوت حسین صاحب سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم اور تکمیل کے لیے مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف تشریف لائے، سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی اور حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر محب رسول قادری بدایونی قدس سرہما سے تکمیل درسیات کی، جس وقت آپ نے مدرسہ قادریہ بدایوں شریف میں مروجہ درسیات کی تکمیل کی اس وقت آپ کی عمر محض ۱۴ر برس تھی۔

بیعت طریقت اور اجازت وخلافت: ۱۲۶۴ھ میں جب آپ کی عمر گیارہ سال کی تھی خیرآباد شریف (سیتاپور) میں شیخ المشائخ حافظ سید محمد اسلم چشتی خیرآبادی کے دست حق پرست پر سلسلہ چشتیہ نظامیہ فخریہ سلیمانیہ میں بیعت ہوئے۔ بعد میں شیخ محترم نے آپ کو تمام سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت مرحمت فرمائی، آپ شیخ المشائخ حضرت حافظ اسلم خیرآبادی کے احب الخلفا تھے، آپ کی ذات سے سلسلہ چشتیہ سلیمانیہ کا خوب فروغ ہوا اور فیضان چشت اہل بہشت عام ہوا۔

اجازت حدیث: ۱۲۸۴ھ میں محدث مدینہ منورہ شیخ یوسف بن مبارک بن حمدون یمنی المدنی کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ تہ کیا اور تفسیر وحدیث کی بعض کتابیں پڑھیں، آپ کی صلاحیت، تقویٰ وپرہیزگاری اور خداداد ذہانت وفطانت سے آپ کے شیخ بہت متاثر ہوئے اور آپ کو دعاؤں کے ساتھ اجازت حدیث عطا فرما کر رخصت کیا۔

تصانیف: آپ نے تصانیف کا ایک قابل قدر ذخیرہ ملت اسلامیہ کی رہنمائی کے لیے چھوڑا، آپ کی تصانیف میں اکثر کتب کا تعلق باطل فرقوں کے ردوابطال سے ہے، آپ کے زمانے میں جو بھی اعتقادی یا فکری انحراف نظر آیا آپ نے اس کے خلاف قلمی جہاد فرمایا، تحقیق وتدقیق، گہرائی وگیرائی اور سہل اسلوب بیان آپ کی تصانیف کا خاص وصف ہے، آپ کی تصانیف اردو اور بعض فارسی زبان میں ہیں، بعض اہم تصانیف یہ ہیں: (۱) افادات صمدیہ رد شکوک وہابیہ نجدیہ (۲) الطوارق الصمدیہ (۳) حق الیقین فی مبحث مولد اعلیٰ النبیین (۴) نصر المسلمین علیٰ عداۃ سید المرسلین (۵) نصر المسلمین (۶) ارغام الشیاطین (۷) تبعید الشیاطین بامداد جنود الحق المبین (۸) جمع تلبیسات صواعق وغیرہ۔

وصال: ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں ۱۷ر جمادی الاخریٰ اور ۱۸ر جمادی الاخریٰ کی درمیانی شب میں وصال فرمایا، پھپھوند شریف میں ہی تدفین عمل میں آئی، آپ کا مزار آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے اور مخلوق خدا فیض حاصل کرتی ہے، آپ کا عرس ہر سال ۱۷/۱۸/۱۹ر جمادی الاخریٰ کو احکامات شرعیہ کی پابندی کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

اخلاف وجانشین: حضرت سید شاہ خواجہ مصباح الحسن مودودی

☆Madrasa Qadria, Molvi Mohalla, Budaun (U.P)

چشتی (ولادت ۱۳۰۲ھ–وفات :۱۳۸۴ھ) آپ کے فرزند گرامی تھے، آپ نے ابتدائی تعلیم مفتی ابراہیم فریدی قادری بدایونی، مولانا سید [illegible] حسین چشتی، اور حکیم مومن سجاد صاحب وغیرہ سے حاصل کی، معقولات کی تکمیل استاذ العلما علامہ ہدایت اللہ جونپوری (تلمیذ علامہ فضل حق خیرآبادی) سے اور دورۂ حدیث حضرت محدث سورتی کی درسگاہ میں مکمل کیا- بیعت واجازت والدگرامی حضرت حافظ بخاری سے حاصل تھی، حافظ بخاری کے بعد آپ ان کے جانشین ہوئے، ایک عالم کو آپ نے فیض یاب کیا-

حافظ بخاری کی دینی خدمات: ہم یہاں اختصار کے ساتھ حافظ بخاری کی بعض دینی خدمات کا تذکرہ کریں گے، یوں تو آپ کی پوری حیات احقاق حق اور ابطال باطل میں گزری، لیکن خصوصیت کے ساتھ تین معاملات میں آپ کی خدمات بڑی اہمیت رکھتی ہیں، ہم ان تینوں مسئلوں میں آپ کی خدمات کا قدرے تفصیلی جائزہ لینا چاہتے ہیں-

امتناع نظیر کے مسئلہ پر مناظرہ: شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان نے جہاں بہت سے گمراہ عقائد ونظریات کو جنم دیا وہیں امتناع نظیر اور امکان کذب جیسے مسائل بھی اسی کتاب کی دین ہیں، شاہ صاحب نے تقویۃ الایمان میں ایک جگہ لکھ دیا کہ ''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن وفرشتہ جبریل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے'' (تقویۃ الایمان ص ۳۵) اس پر علامہ فضل حق خیرآبادی نے تحقیق الفتویٰ میں گرفت فرمائی کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نظیر ممتنع بالذات ہے، اور اس قول سے کذب باری لازم آتا ہے، یہیں سے امکان کذب اور امتناع نظیر کے مسائل زیر بحث آئے، اس بحث کے دوران مولانا اسماعیل دہلوی کی حمایت کرنے والوں کی نظر اثر ابن عباس پر پڑ گئی، لہٰذا یہ اثر بڑے زور شور سے اپنی دلیل میں پیش کیا جانے لگا، اثر ابن عباس کو حاکم وغیرہ نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے، اثر ابن عباس کا ترجمہ یہ ہے کہ: حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے اور اسی طرح سات زمینوں کی تخلیق کی، ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح نبی ہے، آدم کی طرح آدم ہیں، نوح کی طرح نوح ہیں، ابراہیم کی طرح ابراہیم ہیں اور عیسیٰ کی طرح عیسیٰ ہیں علیٰ نبینا وعلیہم السلام (المستدرک للحاکم: جلد۲، ص۵۳۵)

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ کی نظیر کے نہ صرف امکان بلکہ موجود و محقق ہونے کا عقیدہ بنالیا گیا-

مسئلہ امکان نظیر کے سلسلہ میں سب سے پہلے اثر ابن عباس کو میاں نذیر حسین دہلوی نے ۱۲۸۰ھ اور ۱۲۸۴ھ کے درمیانی عرصے میں پیش کیا- اس کے بعد میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد میاں امیر حسن سہسوانی نے ''افادات ترابیہ'' کے نام سے ۱۶ رصفحات کا ایک رسالہ لکھا جو ان کے ایک شاگرد مولوی تراب علی خان پوری کے نام سے ۱۲۸۶ھ ۱۸۶۹ء میں میرٹھ سے شائع ہوا، اس رسالہ میں میاں امیر حسن سہسوانی نے اثر ابن عباس کو بنیاد بناتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے چھ امثال دیگر طبقات زمین میں بالفعل موجود و محقق ہونے کا دعویٰ کیا، اس کے بعد سے ہی اثر ابن عباس کے تعلق سے بحث وتمحیص کا دروازہ کھلا- افادات ترابیہ کے جواب میں حافظ بخاری نے افادات صمدیہ تصنیف فرمائی، جس میں تحقیق سے آپ نے حضور اکرم ﷺ کی نظیر کا ممتنع ہونا ثابت کیا، اور اس اثر پر محدثانہ کلام فرماتے ہوئے تمام شکوک وشبہات کو رفع کر دیا- اس کتاب کے منظر عام پر آتے ہی ایوان باطل میں ایک زلزلہ آ گیا، ایک موقع پر اس سلسلے میں آپ کی گفتگو میاں امیر حسن سہسوانی سے بھی ہوئی، یہ واقعہ ۱۲۸۶ھ کا ہے یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اس وقت حافظ بخاری کی عمر محض ۱۷ رسال تھی اور میاں امیر حسن سہسوانی کی عمر ۴۳ ربرس تھی، اس کے باوجود جس عالمانہ وقار اور حاضر جوابی کے ساتھ آپ نے گفتگو فرمائی اس سے آپ کی ذہانت اور اعلیٰ علمی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے، اس گفتگو میں آپ نے میاں امیر حسن صاحب کو لاجواب کر دیا-

اس سلسلہ میں ایک مناظرہ ۱۲۸۸ھ میں حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی اور مولانا امیر حسن سہسوانی (متوفی:۱۲۹۱ھ) کے درمیان قصبہ شیخوپور ضلع بدایوں میں ہوا، جس میں سہسوانی صاحب کو شکست فاش ہوئی، اس کے اگلے سال ۱۲۸۹ھ میں ایک دوسرا مناظرہ تاج الفحول کے شاگرد رشید حضرت حافظ بخاری اور مولانا امیر حسن سہسوانی کے صاحبزادے مولانا امیر احمد سہسوانی (متوفی:۱۳۰۶ھ) کے درمیان خیرآباد ضلع سیتاپور میں ہوا جس میں امیر احمد سہسوانی صاحب لاجواب ہوئے اور حافظ بخاری نے حق کا پرچم بلند کیا، اس مناظرے کی مفصل روداد مناظرۂ احمدیہ کے نام سے مولانا نعمان احمد خاں نے

مرتب کر کے مطبع الٰہی آگرہ سے طبع کروائی، وہیں سے اختصار و تلخیص کے ساتھ مناظرے کی مختصر روداد ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

حافظ بخاری: امتناع نظیر اور امکان نظیر کے مسئلہ میں آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

مولانا امیر احمد سہسوانی: میرا عقیدہ یہ ہے کہ وصف ختم نبوت میں ۶؍آدمی رسول مقبول ﷺ کے مثل ۶؍زمینوں میں موجود ہیں، مگر یہ مثلیت صرف وصف ختم نبوت میں ہے نہ کہ دوسری صفات کمالیہ میں۔

حافظ بخاری: مگر افادات ترابیہ میں تو لکھا ہے کہ سات مثل آنحضرت ﷺ کے ماہیت انسانیہ اور دیگر صفات کمالیہ میں موجود و متحقق ہیں۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: افادات ترابیہ میری کتاب نہیں میرے شاگرد کی لکھی ہوئی ہے، اس کی خطا کا مواخذہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

حافظ بخاری: حضرت میں نے افادات ترابیہ کو اس لیے پیش کیا کہ آپ نے اور آپ کے والد مولوی امیر حسن صاحب نے اس رسالے کو مشتہر کرنے میں بڑی سعی اور کوشش کی تھی، اس کے علاوہ آپ اس کے جملہ مضامین کو اپنے رسالے مناظرہ احمدیہ میں صحیح قرار دے چکے ہیں، اب الحمدللہ آپ نے تنزل تو فرمایا۔ ع۔ عمرت دراز بادکہ ایں ہم غنیمت است

حضرت آپ نے یہ عقیدہ کہاں سے مستنبط کیا؟

مولانا امیر احمد سہسوانی نے حدیث سبع ارضین (اثر ابن عباس) پیش کی، اور فتح الباری کی عبارت پڑھی۔

حافظ بخاری: حدیث میں کاف تشبیہ آیا ہے اس میں ختم نبوت کی تخصیص جناب نے کس جگہ سے مستفاد فرمائی؟ اس کے علاوہ فتح الباری کی اس عبارت میں بیہقی کا مقولہ درج ہے، اور اس مقولے میں صحت اسناد کا ذکر ہے نہ کہ صحت حدیث کا، اور صحت اسناد کا قول صحت حدیث کو لازم نہیں، اس پر حافظ بخاری نے امام سیوطی کی تدریب الراوی کی عبارت دلیل میں پیش کی اور فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس سے آپ بھی سند لاتے ہیں اور امام سیوطی کے نقاد حدیث ہونے کے آپ کے اکابر بھی معترف ہیں۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: مفاتیح شرح مصابیح میں مذکور ہے کہ: والمصنف المعتمد اذا اقتصر علیٰ انه صحیح الاسناد ولم یذکر له علة ولم یقدح فیه فالظاهر انه حکم بانه صحیح فی نفسه (ترجمہ: اگر معتمد مصنف صرف صحیح الاسناد کہنے پر اکتفا کرے اور کوئی علت نہ بیان کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اس نے حدیث کے صحیح ہونے کا حکم لگایا ہے) لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ صحت اسناد صحت متن کو مستلزم ہوتی ہے۔

حافظ بخاری: اولاً اس عبارت سے ہرگز یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ صحت اسناد کا قول قطعاً صحت متن کے قول کو مستلزم ہے، ثانیاً اس عبارت سے اور ہمارے زیر بحث مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے کہ جس قدر محدثین اس اثر کے ہیں کسی نے اس امر کی تصحیح نہیں کی ہے، اور اگر فرض کر لیا جائے کہ حاکم نے مستدرک میں اسناد کی تصحیح نہیں کی بلکہ حدیث کی کی ہے تو فقط حاکم کی تصحیح کا علمائے حدیث کے نزدیک کچھ اعتبار نہیں، (اس کے بعد آپ نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی بستان المحدثین کی ایک عبارت پیش کی اس کے بعد فرمایا) بیہقی نے صحت اسناد کا حکم کیا مگر وہیں شذوذ حدیث کا بھی ذکر کر دیا۔ تیسری بات یہ کہ تدریب الراوی میں امام سیوطی نے لکھا کہ شیخ الاسلام نے کہا کہ امام حدیث حدیث کی صحت کے قول سے صحت اسناد کے قول کی طرف اسی وقت عدول کرتا ہے جب اس میں شذوذ یا علت قادحہ ہو، لہٰذا شیخ الاسلام کے قول سے ثابت ہوا صحیح الاسناد کہنا اور صحیح المتن نہ کہنا بہ نسبت شذوذ یا علت قادحہ کے ہوا کرتا ہے۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: شیخ الاسلام مجہول ہیں ان کا قول قابل استناد نہیں۔

حافظ بخاری: اولاً میں نے ان سے استناد نہیں کیا ہاں جلال الدین سیوطی جن سے آپ بھی سند لاتے ہیں ان سے استناد کیا ہے، لہٰذا آپ کا یہ اعتراض خود آپ کے مستند پر ہے نہ کہ مجھ پر، دوسرے یہ کہ آپ صاحبوں کا عجیب حال ہے کہ جس عالم کا نام یا حال معلوم نہ ہو اس پر مجہول ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں، اور یہ خیال نہیں کرتے کہ جن کو آپ کے اکابر نقاد حدیث لکھتے ہیں وہ ان سے سند لاتے ہیں۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: زین الدین عراقی اور ابن صلاح نے لکھا ہے کہ جو حدیث فقط صحیح الاسناد بیان کی جائے اور اس میں کوئی شذوذ اور علت قادحہ نہ ہو وہ صحیح المتن بھی ہوا کرتی ہے، جیسے یہ حدیث۔

حافظ بخاری: اس حدیث کا حال یہ ہے کہ (۱) یہ قول غیر معصوم

ہے اور معصوم کے قول کے مخالف ہے (۲) اس میں عطا ابن سائب ہیں اور ان کو امام نووی نے مقدمہ شرح مسلم میں مختلطین میں سے لکھا ہے (۳) جلال الدین سیوطی نے اس کے معنی میں تاویل کی ہے (۴) صاحب انسان العیون صاحب مقاصد حسنہ اور صاحب ارشاد الساری نے مقدمہ میں اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے (۵) صاحب بحر محیط نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے (۶) بیہقی نے اس کی نسبت صاف کہہ دیا ہے کہ الا انه شاذ بمرة (۷) اس کو صحیح فرض کرنے کے بعد بھی وہابیہ کا مطلب اس سے ثابت نہیں ہوتا۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: (بیہقی کے لفظ "بمرة" میں الجھے اور کہا کہ اس کے معنی ایک مرتبہ کے ہیں۔

حافظ بخاری: بمرۃ کے معنی بے شک اور بلاشبہ ایک مرتبہ کے ہیں، خود قسطلانی نے اس کو لکھ دیا ہے۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: قسطلانی قادح نہیں ہیں۔

حافظ بخاری: قسطلانی بیہقی کے اسی مقولے کے تحت ارشاد الساری میں ارشاد فرماتے ہیں کہ" اس میں یہ بات ہے کہ صحت اسناد سے صحت متن لازم نہیں آتی، جیسا کہ اس فن کے ماہرین کے نزدیک معروف ہے، کبھی اسناد تو صحیح ہوتی ہے مگر متن میں شذوذ یا علت قادحہ ہوتی ہے، اور پھر اس قسم کے مسائل (یعنی اعتقاد کے مسائل) حدیث ضعیف سے ثابت نہیں ہوتے"، اس کے علاوہ وہ خود صاحب ہدایہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ "اخذه من الإسرائیلیات" یعنی حضرت ابن عباس نے یہ بات اسرائیلیات سے اخذ کی ہے۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: حضرت ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کیا ہی نہیں کرتے تھے۔

حافظ بخاری: یہ آپ ہی صاحبوں کی جرأت ہے کہ ایسے علمائے دین کو جھوٹا ٹھہراتے ہو، اور پھر اس سے قطع نظر عراقی نے شرح الفیہ میں اور امام نووی نے تہذیب میں حضرت ابن عباس کا کعب احبار سے اخذ کرنا لکھا ہے۔

مولانا امیر احمد سہسوانی: صحیح بخاری میں تصریح ہے کہ حضرت ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتے تھے۔

حافظ بخاری: صحیح بخاری تو اس وقت یہاں موجود نہیں ہے، مگر فی الحال یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب شارح صحیح بخاری حضرت ابن عباس کا اسرائیلیات سے اخذ کرنا لکھتے ہیں تو وہ آپ سے زیادہ صحیح بخاری سمجھتے تھے۔ جب گفتگو میں طوالت ہوئی اور حاضرین مجلس اور صاحب مکان نے مجلس کو برخواست کرنا چاہا تو جناب ہادی علی خاں صاحب نے کہا کہ "حضرت ہم حدیث کو صحیح فرض کیے لیتے ہیں، کیا حدیث کی صحت فرض کرنے کے بعد یہ حدیث اس عقیدے کے لیے مفید ہے یا نہیں؟

مولانا امیر احمد سہسوانی: عقائد غیر ضروریہ میں حدیث احاد بھی مقبول ہے۔

حافظ بخاری: کتب اصول میں صاف تصریح ہے کہ حدیث احاد مفید عقیدہ نہیں ہوتی، اس کے علاوہ مولوی نذیر حسین صاحب نے لکھا ہے کہ "خبر عدل واحد مفید عقیدہ نمی شود"

مولانا امیر احمد سہسوانی: مولوی نذیر حسین کیا ائمہ میں سے ہیں کہ جن کا قول مان ہی لیا جائے۔

حافظ بخاری: یہ حدیث صحاح میں بھی نہیں ہے، بلکہ ان کتابوں میں ہے جن کی نسبت آپ کے اکابر لکھتے ہیں کہ یہ کتابیں طبقہ ثالثہ اور طبقہ رابعہ میں داخل ہیں، اور طبقہ ثالثہ اور طبقہ رابعہ کی احادیث اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے کوئی عقیدہ یا عمل تمسک کیا جائے، ایسا ہی شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے (پھر آپ نے شاہ صاحب کی عبارت پڑھ کر سنائی) اس کے علاوہ وہابیوں کے رکن عظیم مولوی بشیر الدین قنوجی اپنی کتاب تفہیم المسائل میں لکھتے ہیں: "احادیث کتاب ابن جریر از قسم احادیث کتب طبقہ رابعہ اند، واحادیث ایں طبقہ قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بہ آنہا تمسک نمودہ شود" (ترجمہ: ابن جریر کی کتاب کی احادیث طبقہ رابعہ کی احادیث کی قسم سے ہے، اور اس طبقے کی احادیث قابل اعتماد نہیں ہوتیں، کہ ان سے عقیدہ یا کسی عمل کے لیے تمسک کیا جائے)

یہ گفتگو یہیں ختم ہوگئی، اور مولانا امیر احمد صاحب کوئی معقول جواب نہ دے سکے، مناظرے کے عینی گواہ جناب محمد اعظم حسین صدیقی خیرآبادی لکھتے ہیں کہ "مولوی امیر احمد صاحب نے یہ عبارتیں سنیں اور جلدی کچھ بھی جواب نہ دیا اس قدر شب کو گفتگو ہوئی، حق یہ ہے کہ مولوی امیر احمد صاحب نے ابتدائے گفتگو سے آخر تک خارج از مبحث باتیں پیش کیں" اس کے بعد صبح کو حافظ بخاری نے ایک تحریر سہسوانی صاحب کو ارسال کی، اس میں ان سے دو سوالات کیے، حافظ بخاری لکھتے ہیں:

شب کو جو مناظرہ مجھ سے اور آپ سے ہوا وہ ختم نہ ہو پایا، آخر میں میں نے بعد فرض صحت حدیث کے عبارت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی بشیرالدین صاحب کی پیش کی، اس کا جواب آپ کی طرف سے نہ دیا گیا، اب میں چاہتا ہوں کے اس کا جواب عنایت ہو، اور دو سوالات لکھتا ہوں ان کے جوابات شافیہ سے ممنون فرمائیے، اور ہر جواب میں استنباط علمائے سابق کا منقول ہو اپنا استنباط زیب ترقیم نہ فرمایا جائے۔

سوال اول: یہ حدیث منقول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، اس زمانے سے اب تک کسی قرن میں کسی عالم نے کسی تفسیر میں یا شروح حدیث میں یا عموماً کتب مستندہ میں کسی مقام پر جناب رسالت مآب ﷺ کے چھ مثل موجود و محقق ہونے کا استنباط اس حدیث سے فرمایا ہے یا نہیں؟ اور بر تقدیر اول کوئی سند اس کی پیش کیجیے، اور اب تک استنباط نہیں کیا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

سوال دوم: ایسی حدیث احاد کہ جس کی صحت میں گفتگو ہوئی ہے اگر بالفرض محال موافق آپ کے کہنے کے صحیح مان بھی لی جائے تو حدیث احاد سے استنباط عقیدہ کا کرنا اور ایسا عقیدہ کہ خلاف کلام اللہ و حدیث رسول اللہ ﷺ کے ہو جائز ہے یا نہیں؟ اور در صورت جواز سند کتب معتبرہ سے پیش کیجیے۔ حررہ السید عبدالصمد السہسوانی۔

سید عزیز احمد سہسوانی صاحب ان سوالات کو لے کر مولانا امیر احمد صاحب کے پاس گئے انہوں نے سوالوں کو اول سے آخر تک دیکھ کر کہا کہ ”میں جواب نہیں لکھتا“۔ اس طرح یہ مناظرہ اپنے اختتام کو پہنچا۔ (باختصار و تلخیص از مناظرۂ صمدیہ، ص ۶ تا ۱۳)

تحریک ندوۃ العلما اور مجلس علمائے اہل سنت: حافظ بخاری کی زندگی کی ایک اہم خدمت مجلس علمائے اہل سنت کی صدارت بھی ہے، جس کے ذریعے آپ نے احقاق حق کا دینی فریضہ انجام دیا، یہ مجلس کن حالات میں قائم ہوئی؟ اس نے کیا خدمات انجام دیں؟ اور اس میں حافظ بخاری نے کیا کردار ادا کیا؟ یہ ایک بہت تفصیل طلب موضوع ہے، یہاں ہم اختصار کے ساتھ مجلس کے قیام کے پس منظر اور حافظ بخاری کی صدارت پر مختصر روشنی ڈالیں گے۔

”۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء میں مدرسہ فیض عام کانپور کا سالانہ جلسۂ دستار بندی بڑے عظیم الشان پیمانے پر منعقد کیا گیا، اسی جلسہ میں مولانا محمد علی مونگیری نے ندوۃ العلما کے قیام کا خاکہ پیش کیا۔ ندوۃ العلما کے قیام کے دو بنیادی مقاصد بتائے گئے تھے ایک اتحاد بین المسلمین اور دوسرا اصلاح نصاب۔ ان دونوں مثبت اور تعمیری مقاصد کی وجہ سے اکثر علمائے اہل سنت نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور ان ہی مقاصد کے تحت ندوۃ العلما کے قیام کی سنجیدہ کوششیں ہونے لگیں۔ اس وقت تک اکثر اکابر علمائے اہل سنت اس تحریک میں شامل تھے۔ ندوۃ العلما کا دوسرا اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوا، جب ان اجلاسوں کی رودادیں شائع ہو کر آئیں تو علمائے اہل سنت کو تشویش لاحق ہوئی کیوں کہ ان میں بعض چیزیں ایسی تھیں جو شرعی نقطۂ نظر سے قابل قبول نہیں تھیں۔ دینی خیر خواہی کے پیش نظر علمائے اہل سنت نے ندوہ میں در آنے والے ان مفاسد کی اصلاح کی کوششیں شروع کیں، ابتدا میں یہ کوششیں ذاتی ملاقاتوں اور افہام و تفہیم پر مبنی خط و کتابت تک محدود رہیں، لیکن جب حالات بہتر ہونے کی بجائے دن بدن بگڑتے گئے تو اصلاح ندوہ کی ان کوششوں نے باقاعدہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔

شوال ۱۳۱۳ھ میں بریلی میں ندوۃ العلما کے اجلاس کا اعلان کیا گیا اور زور و شور سے اس کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ ادھر علمائے اہل سنت نے بھی اصلاح احوال کی کوششیں تیز کر دیں۔ اس ضمن میں علمائے اہل سنت کی ایک بڑی تعداد بریلی میں جمع ہو گئی۔ ندوہ کے تین روزہ اجلاس کے دوران گفت و شنید اور افہام و تفہیم، ذاتی ملاقاتوں اور مراسلت کے ذریعہ کی جاتی رہی مگر اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا اور آخر کار ندوہ کا جلسہ ختم ہو گیا۔

مجلس علمائے اہل سنت کا قیام -ان ہی حالات میں بعض مخلص علما کو یہ خیال ہوا کہ اہل سنت کی ایک مجلس تشکیل دی جائے جو نظم و ضبط اور باقاعدگی کے ساتھ خلوص و للہیت کی بنیادوں پر تحریر و تقریر کے ذریعے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دے، بریلی میں ندوہ کے اجلاس کے فوراً بعد شوال ۱۳۱۳ھ میں علمائے اہل سنت کی ایک میٹنگ رضا مسجد محلہ سوداگران بریلی میں منعقد کی گئی جس میں حضرت تاج الفحول، حضرت فاضل بریلوی اور محدث سورتی جیسے اکابر وقت نے شرکت کی اور اسی میٹنگ میں ”مجلس علمائے اہل سنت“ کے نام سے ایک تنظیم کی تشکیل عمل میں آئی۔ اس مجلس کا صدر باتفاق رائے حضرت حافظ بخاری کو نامزد کیا گیا“۔ (تحقیق و تفہیم، ص: ۵۸/۵۹) بقیہ صفحہ 37 پر دیکھیں

نگرانی "الشیخ احمد رضا خان حیاته و اعماله" پر ڈگری تفویض کی گئی، یہ مقالہ ۱۹۹۰ء میں پیش کیا گیا-

(۲) مولانا مصطفٰے علی مصباحی تمل ناڈو چنئی کی خانقاہ قادریہ سے تعلق رکھتے ہیں انھوں نے شعبۂ عربی نیو کالج ملحقہ مدراس یونیورسٹی سے ڈاکٹر احمد زبیر پروفیسر نیو کالج چنئی تمل ناڈو کے زیر نگرانی "مساهمة الشيخ احمد رضا خان فی الادب العربی" پر اپنا مقالہ پیش فرمایا ۲۰۰۶ء میں ڈگری تفویض کی گئی-

(۳) تیسرا مقالہ مجھ ناچیز محمد عرفان محی الدین کا ہے جو "دراسة عن الحواشی للعلامة احمد رضا خان علی امهات الکتب فی الحدیث الشریف" پر تحریر کیا گیا جو پروفیسر محمد مصطفٰے شریف کے زیر نگرانی تکمیل ہوا، ۲۰۰۹ء میں ڈگری تفویض کی گئی-

جنوبی ہند کو یہ اعجاز حاصل ہے کہ یہاں سے تین مقالات خالص عربی زبان میں پیش کیے گئے- حاشیہ جد الممتار بھی حیدرآباد ہند سے پہلی بار مطبع عزیزیہ سے شائع ہوا- ۱۹۷۸ء میں راست علامہ محمد احمد مصباحی کے زیر نگرانی اس کی اشاعت عمل میں آئی-

مولانا ذیشان مصباحی صاحب نے ویب سائیٹ (Website) کے متعلق جو اظہار خیال کیا ہے، یقیناً درست ہے کہ بیک وقت اردو، عربی، انگلش میں فاضل بریلوی کی شخصیت وسوانح پر مواد ہو- اس کے متعلق یہ عرض کرنا کافی ہے کہ www.alahazratnetwork.org میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی دو سو سے زائد کتب دستیاب ہیں- فتاویٰ رضویہ کی مکمل تیس جلدیں موجود ہیں اور انگریزی میں بھی کچھ کتابیں اور مواد دستیاب ہے- عربی حواشی بھی موجود تھے بعد میں اسے ویب سائٹ سے نکال لیا گیا- Download کی بھی سہولت ہے- حاشیہ جد الممتار کی تین مکمل جلدیں www.dawateislami.net میں دستیاب ہیں- ماہنامہ "معارف رضا" کراچی کے لیے www.imamahmadraza.net دیکھئے- کتب اعلیٰ حضرت کی تعریب شدہ کتابیں www.alahazrat.net پر دستیاب ہیں-

حیدرآباد کے چند محققین عثمانیہ یونیورسٹی نے اپنے مقالات کئی سیمینار میں پیش کیے ہیں (۱) پروفیسر عبدالمجید صاحب شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی نے English & Foreign Languages University (EFLU) میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر مقالہ پیش کیا- (۲) پروفیسر محمد مصطفٰے شریف صاحب شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی نے گلبرگہ میں "امام احمد رضا کانفرنس" میں امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت پر اردو میں مقالہ پیش فرمایا- (۳) ڈاکٹر شجاع الدین عزیز شعبۂ عربی عثمانیہ یونیورسٹی نے سالار جنگ میوزیم میں "سیرت النبی کانفرنس" میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور سیرت النبی پر اپنا مقالہ پیش کیا- (۴) ڈاکٹر عماد الدین صاحب نے مدراس یونیورسٹی میں علم حدیث پر ایک سیمینار میں "مساهمة الشيخ احمد رضا خان فی علم الحدیث" پر اپنا مقالہ عربی زبان میں پیش فرمایا- (۵) محمد عرفان محی الدین نے عثمانیہ یونیورسٹی کے ایک ترجمہ کے سیمینار میں "اعلیٰ حضرت کی تعریب شدہ کتب" پر اپنا مقالہ عربی زبان میں پیش کیا-

رضویات پر مقالات شائع کرنے پر میں جام نور کا شکر گزار ہوں، اللہ رب العزت جام نور کو مزید ترقی عطا کرے-□□□

بقیہ: تذکار :- یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ کوئی عام مجلس نہیں تھی بلکہ اس مجلس کے ارکان اپنے زمانہ کے اجلۂ علما کرام تھے، مجلس کے دستور العمل میں جن ارکان مجلس کے اسمائے گرامی درج ہیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱- حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر محب رسول قادری بدایونی ۲- حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی ۳- حضرت مولانا محمد عبدالمقتدر صاحب قادری بدایونی ۴- حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی ۵- مولانا حکیم عبدالقیوم عثمانی برکاتی بدایونی ۶- مولانا عبدالسلام صاحب جبلپوری ۷- مولانا حافظ بخش قادری آنولوی- فہرست میں تقریباً ۲۵ علمائے کرام کے اسما درج ہیں جن میں چند نام ہم نے یہاں نقل کیے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے معاصرین کی نظر میں حافظ بخاری کا کیا مقام ومرتبہ تھا، اس مجلس علمائے اہل سنت نے احقاق حق اور ابطال باطل کا حق ادا کر دیا، ارباب ندوہ کو ہر چند راہ راست پر آنے کی دعوت دی، لیکن وہ حضرات اپنی روش بدلنے کو تیار نہ ہوئے، لیکن علمائے اہل سنت نے ہر طرح افہام وتفہیم کے ذریعے اپنا فرض ادا کر دیا اور عوام کو ارباب ندوہ کے فکری اور عملی انحراف سے کما حقہ آگاہ کر دیا- اس سلسلہ میں ملک کے طول عرض میں متعدد اجلاس منعقد کیے گئے، اور بے شمار رسائل افہام وتفہیم اور رد وابطال کے لیے شائع ہوئے-□□□